اسلام کا نظامِ اقتصادیات

جناب مولانا انوار الحق صاحب کاکاخیل فاضل دیوبند پروفیسر گورنمنٹ کالج پشاور

مولانا سید انوار الحق صاحب صاحب کاکاخیل فاضل دیوبند کے اسلام کے اقتصادی نظام پہ ذیل کے افادات انہوں نے پشاور یونیورسٹی سیمنار میں بمقام باڑہ گلی ۱۰ ر اگست ۱۹۶۵ء کو پیش فرمائے۔ ادارہ ان کا ممنون ہے کہ انہوں نے اپنے فاضلہ خیالات کو مرتب کروا کر الحق میں ہمیں اشاعت کا موقع عطا فرمایا ——— "ادارہ"

وہ نظام جو مخصوص افراد و طبقات میں جمع دولت اور حصر دولت کے وجود کو فنا کرتا اور اکتناز و احتکار کی بنیادوں کو مٹاتا ہو۔ جو دنیا کی معاشی زندگی کے کارخانہ میں سرمایہ اور محنت کی کشمکش کو عمدہ طور سے حل کر سکے جس کا دائرۂ عمل ہمہ گیر اور عالمگیر ہو۔ جو دنیا کی اقتصادی ساکھ کو بحال کر کے عام خوشحالی اور سرورِ زندگی کا ضامن ہو اور جو ایسے طرزِ حکومت کا حامی ہو جس میں اعلیٰ و ادنیٰ کے لئے مساوی حقوق کا حکم دیا گیا ہو۔ ایسے ہی نظام کا دوسرا نام اسلامی اقتصادی نظام ہے۔

اسلام کا اقتصادی نظام وہ ہے جس میں ایران، فارس، سندھ، مکران، روم، مصر، شام، عراق اور سرزمینِ عرب کا گوشہ گوشہ کافی عرصہ امن و اطمینان اور خوشحالی کا گہوارہ تھا اور تمام ملک، شہر و آبادیاں ایسی درمیانی رفتار پہ قائم تھیں کہ اختلافِ مدارج کے باوجود وہاں پہ متنفس کو چین و آرام حاصل تھا۔ یہاں تک کہ زکوٰۃ اور خیرات دینے والے بہت تھے مگر لینے والا ایک بھی میسر نہیں آتا تھا ———

گو میرا موضوعِ بحث اسلامی نظامِ معیشت ہے۔ تاہم چونکہ خود مسلمانوں کے اکثر طبقوں میں ایسے لوگ آج موجود ہیں جو مغربی فلسفۂ اقتصادیات اور روسی فلسفۂ اشتراکیت کو سراہتے

ہیں۔ اس لئے مجبوراً مجھے بھی اس موقع پر غیر اسلامی نظام ہائے معیشت کے چند گوشوں پر بحث کرنا ضروری ٹھہرا۔

دراصل ابھی ابھی ہماری تاریخ کا ایک منحوس مرحلہ وہ گزرا ہے جس میں باہر سے آکر کچھ مسافر یا کچھ سیّاح نہیں بلکہ ایک فاتح قوم نے دو سو سال تک حکمران رہ کر ہمیں اپنی ہر چیز سے نہ صرف ذہنی طور بلکہ مادی طور پر بھی مرعوب رکھا اور اس فاتح تہذیب نے ہماری کمزوریوں سے فائدہ اٹھا کر ہم پر ایسا ہمہ گیر اثر ڈالا جس کی گہرائی سے ہماری زندگی کا کوئی شعبہ نہ بچ سکا۔ انہوں نے جسطرح اپنی تعلیم ہم پر ایسی مسلّط کی کہ رزق کی کنجیاں ہی لے کر اپنی تعلیم گاہوں کے دروازوں پر لٹکا دیں۔

ویسے ہی انہوں نے اپنا معاشی نظام اور اپنے معاشی فلسفے ہم پر ایسے مسلّط کئے کہ بقول کسے ہم پہلے حرام خور بنے پھر رفتہ رفتہ ہمارے اذہان سے حرام و حلال کی تمیز جاتی رہی۔ اور اب خدانخواستہ نوبت یہاں تک پہنچنے والی ہے کہ ہم میں سے بہت سے لوگوں کو اسلام کی ان تعلیمات ہی پر اعتقاد نہیں رہ سکے گا جو اُن بہت سے طریقوں کو حرام قرار دیتی ہیں جنہیں مغرب کے قائم کئے ہوئے معاشی نظام نے حلال قرار دیا ہے۔

بہرکیف غرض یہ ہے کہ کائنات کے تمام اقتصادی نظام دو راستوں سے آتے ہیں۔ ایک دنیوی دوسرے مذہبی —— دنیوی اعتبار سے آج دنیا دو بڑے کیمپوں میں بٹی ہوئی ہے۔ اور دنیا کی حکومتوں پر مختلف شکلوں میں دو ہی طرح کے نظاموں کا غلبہ ہے۔ ایک کیپٹل ازم دوسرا سوشلزم، یعنی سرمایہ دارانہ نظامِ فسطائیت اور کمیونسٹوں کی اشتراکیت۔

فاشیت کے دعویدار تمام ذرائع پیداوار افراد کے ہاتھوں میں دے کر انہیں اس طرح آزاد چھوڑ دیتے ہیں۔ کہ ان کا مفاد مخصوص افراد کے حق میں ثابت ہوتا ہے نہ کہ جماعت کی اکثریت کے حق میں اسی طرح اُن کا اصول یہ بھی ہے۔ کہ پیداوار نجی فائدے کے قاعدے پر ہو نہ کہ عوام کی ضروریات کے قاعدے کے اصول پر نیز ان مقاصد کو کامیاب بنانے کیلئے یہ لوگ ایسی حکومتوں کی طرح ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں جن میں قوانین کے ذریعے سرمایہ داری کی حفاظت اور ترقی کا سامان فراہم ہو سکے۔ فسطائیت کے بالمقابل اٹھارھویں صدی کے آخر ہی میں سوشلزم کے جس نظریہ نے جنم لیا اس کا دعویٰ یہ ہے کہ دولت اور ذرائع دولت سے انفرادی ملکیت کو مٹا دیا جائے۔ بہ لحاظ معیشت اختلاف درجات کا انکار کیا جائے اور معاشی لحاظ سے بھی سوسائٹی میں مساوات تسلیم کی جائے —— راہِ دنیا سے آئے ہوئے نظام ہائے معاش کے علاوہ

مذہبی راہوں سے آمدہ نظاموں کو لیجئے جب ہم مذاہب عالم میں سے بڑے بڑے مذاہب مثلاً نصرانیت، یہودیت، ویدک دھرم اور زرتشتی کو لیتے ہیں تو ان میں سے نصرانیت کی چار انجیلوں کی تعلیم کو بہ غور مطالعہ کرنے سے یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ عیسوی عقیدہ میں یہ بات نمایاں ہے۔ کہ وہ بار بار لوگوں کو رہبانیت اور جوگی پن کی تعلیم دیتا ہے اور ارباب دولت کے لئے خدا کی بادشاہت میں کوئی حصہ تسلیم نہیں کرتا گویا مسیحیت سرمایہ داری کو ناپسند کرتی ہے لیکن اقتصادی نظام کے نقطۂ نظر سے اس میں ترغیب و تلقین کے علاوہ کوئی قانونی اور عملی نقشہ ایسا موجود نہیں جس سے ایک دیندار شخص صحیح دنیادار بن کر جماعتی زندگی کا مفید جز بن سکے۔

ویدک مذہب میں بھی دولت مندوں کے بے جا مظالم کے خلاف محض چند پند و نصائح تو ملتے ہیں۔ لیکن اقتصادی نظام کے لئے احکام و قوانین کی دفعات کی شکل میں وہاں بھی کچھ نظر نہیں آتا۔ بلکہ منوجی کے قانون میں ایک حد تک سود کی اجازت اور وراثت میں تقسیم دولت کی بجائے مشترک خاندان کے نام سے جمع دولت کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے۔ کہ درپردہ وہاں بھی سرمایہ داری ہی کو دھرم کی پناہ مل جاتی ہے۔

زرتشتی تعلیم کی الہامی کتابوں ژند اور اوستا کے پڑھنے سے بھی اس سلسلے میں مایوسی ہوتی ہے۔ کیونکہ وہاں بھی صرف ظالمانہ طریقوں پر حصولِ دولت کی ہجو اور مذمت پر اکتفا کیا گیا ہے۔

حضرات! اگر آپ میرا ساتھ دیں تو میں عرض کروں گا کہ جس طرح مٹی کا کھلونا کبھی کمہار کی برابری نہیں کر سکتا اس طرح یہ بھی ناممکن ہے کہ خالقِ کائنات کے تبلائے ہوئے مقررّہ صحیح اسلامی نظام کے علاوہ دوسرا کوئی شخصی نظامِ معیشت انسانی زندگی کو کامیاب اور آسان بنا سکے۔

گو آج سرزمینِ مغرب پر مذہب کا وجود صرف نمود اور نمائش کے لئے رہ گیا ہے۔ اور وہاں کے عوام و خواص کو مذہب کے نام سے انتہائی نفرت ہونے لگی ہے۔ لیکن انہوں نے آج جو بھی مفید قاعدے بنائے ہیں۔ وہ کم و بیش اپنی ابتدائی شکل میں وہی ہیں جو اس سے پہلے مختلف مذہبی پیشواؤں کی زبان سے سنے جا چکے ہیں۔ فرق صرف اس قدر ہے۔ کہ مذہب کے نام سے بدکنے والی قوموں نے اب ان کا نام مذہبی احکام کے بجائے ملکی یا اخلاقی قانون رکھ دیا ہے۔ حالانکہ دراصل ان بعض صحیح اخلاقی اور ملکی قوانین میں ایک چیز بھی ایسی نہیں جو بنی نوع انسان کے لئے مفید ہو اور اسکی تعلیم کسی نہ کسی مذہب میں نہ پائی جاتی ہو۔

اگر ہم یہ مانتے ہیں کہ خدا ہے۔ اور اگر ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ وہ مادہ کی طرح کوئی بے شعور اور

مجبور چیز نہیں، بلکہ صاحب ارادہ، صاحب قوت اور ذی شعور ہستی ہے۔ تو ہمیں ماننا پڑے گا کہ یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ اپنی بہترین مخلوق یعنی بنی نوع انسان کو جسے اس نے عقل اور ارادہ کی قوتیں دی ہیں۔ اسی طرح بے علمی اور جہالت کی حالت میں چھوڑ تا کہ جانوروں کی طرح اپنی زندگی کے دن دنیا میں پورے کر لیا کریں۔ ابتدائے آفرینش سے برابر وقتاً فوقتاً اللہ نے ایسی ہستیوں کو اس دنیا میں پیدا کیا۔ جن کے دل اسکی صداقت اور وحدانیت سے معمور ہوئے تھے۔ اور جو اپنی تعلیم کے ذریعہ سے ہزاروں اور لاکھوں بندگانِ خدا کو سیدھا اور سچا راستہ بتاتے رہتے تھے۔ لیکن اس قسم کی بہت سی تعلیمات تو انسان کی غفلت شعاری کی بھینٹ چڑھ کر فنا ہوگئیں۔ اور بہت سی جو اب تک انجیل، توراۃ، اور وید وغیرہ کی شکل میں باقی نظر آتی ہیں۔ ان کا بھی بڑی حد تک صرف ایک نام ہی نام رہ گیا اور وہ سب انسانی تصرفات کی اس طرح شکار ہوئیں کہ ان میں آج جو تعلیم موجود ہے۔ اس کے متعلق یقین کے ساتھ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ بالکل وہی ہے، جو خدا کی طرف سے نازل ہوئی تھی ــــــ

مذہبی راہوں سے آمدہ نظام ہائے معیشت میں سے آج صرف اسلام (جو خدائی اور الہامی مذہب کی آخری کڑی ہے) کا پیش کردہ اقتصادی نظام ایسا ہے جو اس سلسلہ میں خدا کی طرف سے آئی ہوئی تعلیمات کی تکمیل کرتا ہے۔ معیشت کے بارے میں جو قواعد مذہب اسلام میں پائے جاتے ہیں۔ وہ بے حد جامع اور مانع ہیں اور ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ کوئی انسانی عقل بھی اس سلسلہ میں اسلام سے بہتر اصول پیش نہیں کر سکتی ــــــ (باقی آئندہ)

ہمارے معاونین

پچھلے ماہ کئی احباب نے الحق کی اشاعت میں حصہ لیا، خاص طور سے نوشہرہ چھاؤنی سے مولانا مجاہد خان صاحب نے دس اور جناب سلیمان صاحب وحافظ حبیب الرحمان صاحب رسالپور نے سات حضرات کا چندہ ارسال فرمایا۔ اسی طرح مولانا فخرالدین صاحب انگلینڈ اور دیگر کئی احباب نے مزید خریدار مہیا فرمائے، اللہ تعالیٰ انہیں اجر عطا فرماوے ہم اپنے تمام قارئین اور مخلص احباب سے پرزور گذارش کرتے ہیں کہ وہ اپنے حلقہ رسوخ میں الحق کی اشاعت کی طرف توجہ دیں اور اس کے خریدار مہیا فرما دیں تاکہ یہ آوازہ حق پھلے پھولے اور دینِ حق کی بیش از بیش خدمت کر سکے۔ اس دورِ الحاد میں جبکہ دینی صحافت مسلمانوں کی بے رخی اور گوناگوں مشکلات کی شکار ہے، الحق جیسے خالص دینی پرچے کے استحکام اور ترقی کیلئے باہمی تعاون ضروری ہے۔